ڈاکٹر تغرید محمد البیومی السید

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، الازہر یونیورسٹی، القرہ (مصر)

# اردو صحافت میں ترجمے کے مسائل

**Abstract**:

We have inherited the problems of journalism and translation from the era of slavery. This problem does not exist in most of the countries of the world. News reporters and other sources of news and information reach the public media in the national language and all are editors or essayists. They spend their skills on improving and comprehensive literally and figuratively, they do not face the problem of translation. But in Urdu Journalism, the main and fundamental problem of translation is that there is no central system of terminology and standardization in the country. In this article, various problems of translation in Urdu journalism have been discussed and some suggestions have been made to solve these problems.

**Keywords**:

Urdu Journalism, Newspapers, Terminology, Problems, Solutions, Language, Translation

اردو صحافت میں تخلیق سے لے کر ترجمہ اور مواد سے لے کر کمپوزنگ اور چھپائی تک بے شمار مسائل ہیں، بلکہ اگر ہم یہ کہیں تو مبالغہ نہیں ہوگا کہ یہاں مسائل ہی مسائل ہیں۔ یہاں اگر ہم محض ترجمہ کے حوالے سے بات کریں، تو آئے دن ایسی بے شمار غلطیاں نظروں سے گزرتی ہیں، جن کو دیکھنے کے بعد طبیعت مکدر ہوئے بغیر نہیں رہتی، کئی مرتبہ تو ایسے مضحکہ خیز جملے نظروں سے گزرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ میں کسی چٹکلے یا مزاح سے کم نہیں ہوتے (۱)۔

ہمارے بہت سے ادیبوں نے ہمارے عظیم صحافیوں کا ذکر کرتے ہوئے صحافت کو ''پُر خار وادی'' سے تشبیہ دی ہے جن صحافیوں نے تاریخ میں بلند مقام حاصل کیا ہے- وہ بھی اپنے اپنے انداز میں صحافت کو ''مسائل اور مشکلات'' سے تعبیر کرتے تھے۔ اسے دشوار اور سنگلاخ وادی قرار دیتے تھے۔ چنانچہ نظری طور پر صحافت او مسائل و مشکلات لازم و ملزوم

ہیں لیکن صحافت اور ترجمہ کے مسائل ہمیں دور غلامی سے ورثہ میں ملے ہیں۔ دنیا کے بیشتر ملکوں میں یہ مسئلہ موجود نہیں خبر رساں اور اداروں اور خبروں واطلاعات کے دوسرے ذرائع سے معلوت قومی زبان میں ابلاغ عام کے اداروں میں پہنچتی ہیں اور سب ایڈیٹر یا مضمون نگار اپنی صلاحیتوں کو لفظی اور معنوی طور پر بہتر اور جامع بنانے پر صرف کرتے ہیں انہیں ترجمہ کا مسئلہ پیش نہیں ہوتا (۲)۔

اس سلسلے میں اطمینان کا ایک پہلو یہ ہے کہ انگریزی اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ سے انگریزی میں نشر ہونے والے پروگراموں سے وابستہ افراد کو اب اردو سے انگریزی میں ترجمہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ ملک میں بیشتر صورتوں میں اظہار خیال اپنی زبان میں ہوتا ہے لیکن اس قسم کا اہتمام ساری دنیا میں ہے ہر ملک کے ریڈیو سٹیشنوں سے غیر ملکی زبانوں میں پروگرام نشر ہوتے ہیں۔اس مقصد کے لئے متعلقہ زبانوں کے چند ماہرین کی خدمات حاصل کر لی جاتی ہیں۔ان کو اگر کوئی مشکل پیش آتی ہے تو وہ جزوی اور انفرادی مشکل ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں تو یہ صورت بھی موجود ہے کہ اپنی زبان میں کہی یا لکھی گئی باتیں پہلے انگریزی میں ترجمہ ہوتی ہیں پھر خبر رساں اداروں میں اردو میں ترجمہ ہوتا ہے- اس عمل میں بعض اوقات معنی ومفہوم پر ناگفتنی بھی بیت جاتی ہے (۳)۔

**مرکزی نظام کا فقدان:**

اردو صحافت میں ترجمہ کا اصل اور بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ ملک میں اصطلاح سازی اور ان کی معیار بندی کا مرکزی نظام موجود نہیں ہے۔اس گزارش کا مقصد نہیں ہے کہ مقتدرہ قومی زبان، اردو سائنس بوڑد مجالس زبان دفتری یا اردو اکیڈیمیوں اور ادارہ ہائے تالیف وترجمہ ایسے ادارے موجودہ نہیں ہیں۔ یہ ادارے قائم ودائم ہیں اور مختلف علوم وفنون کی اصطلاحات پر مشتمل بھاری بھرکم کتب بھی شائع کر چکے ہیں۔لیکن ان میں سے بیشتر اصلاحات ابھی تک بوجوہ رائج نہیں ہوسکیں ویسے بھی ابلاغ عامہ کے اداروں میں اس سے استفادہ کرنے کی گنجائش کم ہے مختلف کتابوں میں اصطلاحات کی تلاش کے لیے وقت درکا ہوتا ہے جس کی ان اداروں میں گنجائش نہیں ہوتی علاوہ ازیں ایجادات وانکشافات کی تیز رفتاری کے اس دور میں روز نئے نام اور اصطلاحیں وضع کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مرکزی نظام سے مراد ایسا نظام ہے جس کے تحت تمام نئے ناموں اور اصطلاحات کے موزوں تراجم تیار ہو کر ابلاغ عامہ کے اداروں میں پہنچ جائیں اور تمام اخبارات میں اپنے تراجم استعمال ہوں۔اس وقت صورت یہ ہے ایک اخبار میں Space Module کا ترجمہ خلائی گاڑی چھپتا ہے۔دوسرے میں قمری گاڑی۔تیسرے میں چاندگاڑی اور چوتھے میں مہتاب پر چلنے والی گاڑی شائع ہوتا ہے۔

نومبر ۱۹۸۵ء کے پہلے ہفتہ کے دوران بعض اردو اخبارات میں انگریزی ناموں اصطلاحات کے جو مختلف تراجم شائع ہوئے ان میں سے چند ذیل میں درج کیے گئے ہیں:

وطن دشمن: ملک دشمن – خلاف ملک – خلاف وطن

موافق رویہ: سازگار رویہ – موافق رجحان – موافق طرز عمل

نسل پرستی: نسلی امتیاز

مزاحمتی تحریک: مدافعتی تحریک – مزاحمتی جدوجہد

مجاہد: مجاہد آزادی - حریت پسند - آزادی پسند - حریت کش - راسخ العقیدہ - اصل پسند - بنیاد پرست

ایک تعلیم یافتہ قاری ان تمام تراجم کو سمجھ سکتا ہے لیکن مختلف اخبارات میں مختلف تراجم یا اصطلاحات کا شائع ہونا مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے۔ اردو اخبارات میں ترجمہ پر مامور اصحاب کی رہنمائی کے لے کوئی نظام یا ادارہ موجود نہیں ہے۔ وہ الفاظ کے معانی اردو انگریزی لغت میں دیکھتے ہیں۔ لغت میں ہر لفظ کے کئی معانی درج ہوتے ہیں۔ لہٰذا مترجمین اپنی صوابدید سے ترجمہ کر لیتے ہیں۔ مثلاً لغت میں انگریزی کے لفظ paucity کے معانی قلت، کمی، کمیابی، فقدان، قحط، قحط الرجال درج ہیں۔ ایک بار ایسا بھی ہوا کہ ایک اخبار میں paucity of sugar کا ترجمہ چینی کا قحط الرجال شائع ہو گیا۔ ایک بار خبر تھی کہ ایک عورت کو ایک مندر کے اندر گولی ماردی گئی اس کا ترجمہ یہ ہوا کہ عورت کو کنپٹی میں گولی ماردی گئی۔ کیوں کہ انگریزی میں temple کنپٹی کو بھی کہتے ہیں یہ صورت مترجمین کی نااہلی کی دلیل نہیں۔ ایسا کبھی کبھار ہوتا ہے جن معروضی حالات میں کام ہوتا ہے ان میں اکثر ایسا ہونا چاہیے (۴)۔

**تاریخ اور جغرافیہ:**

انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرنے لیے دونوں زبانوں پر عبور حاصل ہونے کے علاوہ تاریخ اور جغرافیہ سے مکمل آگاہی بھی ضروری ہے۔ یہ مسئلہ اس لیے ہے کہ یہ آگاہی آسان بات نہیں ہے۔ اگر اس آگاہی سے محروم ہوں تو انگریزی Daultana ڈولٹانہ لکھ کر دولتانہ پڑھتے ہوئے وٹو کو وتو پڑھ جائیں گے۔ یا معروف نام مردان کو مڑدان Mardan اور ہوتی Hoti کو ہوٹی لکھ دیں گے۔

میڈیا کی زبان پر انگریزی کے ان اثرات کی دو وجوہ بہت واضح ہیں، ایک تو یہ کہ جو لوگ ان دنوں صحافت کے میدان میں وارد ہو رہے ہیں، ان کی تمرین میں ترجمہ کی زبان شامل نہیں ہے، دوسرے یہ کہ ہماری موجودہ صحافت یا میڈیا سے سروکار اور تعلق رکھنے والے وہ لوگ ہیں، جن کی مسائل پر نہایت سطحی نظر ہے، جو صرف زبان کو نہیں، پوری تہذیب کو تہس نہس کر رہے ہیں، ایسے افراد کے لیے انگریزی الفاظ کا سہارا لینے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے (۵)۔

**عربی اور فارسی کے نام بذریعہ انگریزی:**

خبر رسانی کا نظام ایسا ہے کہ عربی اور فارسی یا دوسری زبانوں کے نام بھی ہمارے ہاں بذریعہ انگریزی آتے ہیں اور کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں اگر مترجم کا تاریخ اور جغرافیہ کا علم وسیع نہ ہو تو وہ کئی ملکوں کے صحیح نام بھی اردو میں منتقل نہیں کر سکتا۔ مصر انگریزی میں جا کر ایجپٹ EGYPT بنتا ہے اور پھر اردو میں ایجپٹ سے دوبارہ مصر بنتا ہے اُردن جیسا سیدھا انگریزی میں جارڈن JORDON اور دریائے سندھ INDUS بن جاتا ہے۔ عربی زبان کے حروف تہجی میں حرف ''گاف'' موجود ہی نہیں ہے لیکن جیم سے شروع ہونے والے کئی عربی یا فارسی نام انگریزی کے حرف ''جی'' کی بدولت ''گ'' میں بدل جاتے ہیں جولان کی پہاڑیوں کو ہمارے ہاں عرصے تک گولان کی پہاڑیاں بھی لکھا جاتا رہا۔ عربی فارسی اور اردو کے حرف ''ض'' کو عموماً انگریزی کے حرف ''ڈی'' میں ادا کیا جاتا ہے مثلاً رضوان کو الگ عربی میں عموماً ''ردوان Ridwan'' لکھیں گے۔ اس صورت حال سے مکمل آگہی نہ ہونے سے مضحکہ خیز صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بات یہیں ختم نہیں ہوتی فرانسیسی، ہسپانوی، جرمن اور روسی نام بھی بذریعہ انگریزی اردو میں منتقل ہوتے ہیں لیکن اصل

زبانوں میں ان کا تلفظ مختلف ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اردو میں کئی ناموں کی املا غلط ہو جاتی ہے- آنجہانی خروشیف کا نام بارہا کروشیف، کروسچف اور کرسچیف کے طور پر بھی لکھا- سید ہاسا وانام حلیمہ اگر روسی سے براستہ انگریزی آئے تو اسے غلیمہ پڑھا اور لکھا جائے گا(٦)۔

**واقفیتِ عامہ:**

ان معروضات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرنے کے لئے صرف زبان دان ہونا کافی نہیں ہے مترجم کو تاریخ دان اور جغرافیہ دان بھی ہونا چاہیے مختلف علوم وفنون بلکہ مختلف پیشیوں، مشاغل اور کھیلوں کی معروف اصطلاحات سے بھی آگاہ ہونا چاہئے- دونوں زبانوں پر قدرت تو خیر ناگزیر ضرورت ہے- دونوں زبانوں میں جملے بنانے کے طریقوں، زبانوں کے مزاج، محاورات، ضرب الامثال تلمیحات واستعارات سے واقفیت کے بغیر اردو میں ترجمہ نہیں کیا جا سکتا-

**لسانی مسئلہ:**

سوال یہ ہے کہ آسان زبان لکھنے کی جو فرمائش کی جاتی ہے اس فرمائش کا واقعی مفہوم کیا ہے؟ ایسا لگتا ہے کہ سہل زبان کی فرمائش کا اصل مفہوم یہ ہے سہل نویسی کی فرمائش کا نشانہ لاشعوری طور پر اردو کے تخلیقی ادب کو بنایا جائے۔ کیوں کہ کوئی بھی زبان محاوروں، اصطلاحوں، استعاروں، تشبیہوں اور کہاوتوں سے اپنا دامن چھڑا کر خود کو زندہ نہیں رکھ سکتی، سہل نویسی کی اس فرمائش نے اردو اخباروں کے لسانی معیار کو متاثر کیا ہے اور جب لسانی معیار متاثر ہو رہا ہے تو ترجمہ کے فن کا بطور متاثر ہونا متوقع ہے غیر متوقع نہیں ہے(٧)۔

اس کے ساتھ ساتھ کسی نہ کسی طور پر مفہوم ادا کرنے کی روش یا زبان پر مکمل عبور نہ ہونے کا نتیجہ یہ ہے کہ اب بہت سے ایسے انگریزی الفاظ اردو املا میں لکھ دیئے جاتے ہیں جن کے ٹھیک ٹھاک اور خوبصورت تبادل اردو الفاظ موجود ہیں۔ اخبارات میں صرف چند دنوں میں اردو املا میں لکھے ہوئے جو انگریزی الفاظ ملے ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

| | |
|---|---|
| وارننگ | سوشل ویلفیئر |
| ریفرنڈم | بلڈنگ |
| ریسرچ | اکاؤنٹ |
| ہیلتھ سنٹر | جیالوجیکل |
| فائل | بل |
| کیس | انسپکٹر |
| سسٹم | ہیڈ کواٹر |

ایک تعلیم یافتہ قاری ان تمام الفاظ کو سمجھتا ہے مگر انگریزی سے نابلد قاری کے لیے ان کو سمجھنا دشوار ہے- ویسے بھی اپنی زبان میں غیر زبان کے الفاظ کا بے محابا استعمال مناسب نہیں-

صحت زبان کے نہیں ابلاغ کے زاویۂ نگاہ سے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اگر ایک انگریزی لفظ زباں زدِ عام ہو چکا

ہے تو اسے اردو میں من وعن لے لینا چاہیے، مثلاً سکول، کالج، ورکر، انسپکٹر، چیکر، فائل وغیرہ۔ لیکن اردو انگریزی زبان کے قاعدے کے مطابق واحد کو جمع بنا کر اردو میں لکھنا اپنی زبان کے ساتھ زیادتی ہے۔ سکولز، کالجز، ورکرز، انسپکٹرز، چیکرز، فائلز ایسے الفاظ اردو اخبارات میں عام استعمال ہو رہے ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہمارے ہاں بعض لوگ ملی جلی زباں بولتے ہیں یعنی اردو اور انگریزی کو ملاتے رہتے ہیں لیکن تحریر میں صحت زبان کا خیال نہ رکھنا زبان کے ساتھ زیادتی بلکہ اس کا مضحکہ اڑانے کے مترادف ہے۔ ایسے بعض مضحکہ خیز الفاظ کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں (۸):

| | | |
|---|---|---|
| کلیمز | انسپکٹرز | ورکرز |
| پیپرز | سیکٹرز | سرٹیفکیٹس |
| کالجز | نوٹیفکیشنز | تنگیٔ وقت کا مسئلہ |

اخبارات میں کام ایک ضابطۂ اوقات کے مطابق ہوتا ہے خبریں ایک مقررہ وقت میں لکھی یا ترجمہ کی جاتی ہیں۔ اس وقت میں اتنی گنجائش نہیں ہوتی کہ سب ایڈیٹر پر خاص کیفیت (موڈ) طاری ہو یا کوئی خارجی تحریک ہو تو وہ کام کرے یا وہ ترجمہ پر نظر ثانی کرے یا کسی لفظ کے برمحل معانی تلاش کرنے کے لیے مختلف لغت دیکھے۔ صحیح ترجمہ کرنے کے لیے مستعدی، چوکسی، زباندانی، خلاصہ نویسی، واقفیت عامہ اور تیز کام کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہونا ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ جس شخص میں یہ سب صلاحیتیں موجود ہوں گی وہ زیادہ معاوضہ اور بہتر شرائط کار چاہے گا۔ اسے دوسری جگہوں پر بہتر مواقع مل سکتے ہیں۔ اگر وہ خوش دلی سے کام نہیں کرے گا تو کام معیاری نہیں ہوگا۔ اگر اس میں یہ صلاحیتیں موجود نہیں ہیں تو پھر بھی اس کے کام کا معیار متاثر ہوگا (۹)۔

**وسائل کی کمی:**

عام قاری چند معروف اخبارات وجرائد کے نام جانتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں اخبارات وجرائد کی تعداد ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ بیشتر اداروں میں خبروں کے شعبہ میں حوالہ کی ضروری کتب بھی نہیں ہوتیں۔ بعض صورتوں میں سب ایڈیٹر کی رسائی لغت تک بھی نہیں ہوتی۔

درجہ دوم وسوم کے اخبارات ہی نہیں بیشتر علاقائی اخبارات وجرائد مالی وسائل کی کمی کے باعث اسی صورتِ حال سے دوچار ہیں۔ یہ کمی صحافت کے معیار پر اثر انداز ہوتی ہے۔

اخیراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں: اردو صحافت کے مسائل دوسری زبانوں کے مسائل سے بہت مختلف ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اردو صحافت کے مسائل ان مسائل سے زیادہ پیچیدہ ہیں جن سے عموماً دوسری زبانوں کی صحافت کا واسطہ رہتا ہے۔

ایک طرف وسائل کا مسئلہ ہے دوسری طرف پڑھنے والوں، وہ بھی خرید کر پڑھنے والوں کی شدید قلت ہے، ایسے میں اعتبار، سنجیدگی، متانت، معیار اور وقار کو برقرار رکھنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ اس لیے اردو کے بیشتر اخبارات اور رسائل باوجود ہر امکانی کوشش کے، انگریزی اور دوسری زبانوں کے اخبارات اور رسائل کی ہمسری نہیں کر پاتے ہیں۔ انگریزی کے کتنے ہی ایسے اخبارات اور رسائل ہیں جو سو سو برس سے بڑے وقار سے نکل رہے ہیں لیکن اردو میں جو دو ایک پرانے اخبارات اور رسائل ہیں وہ بس سسک رہے ہیں (۱۰)۔

اس کے ساتھ ساتھ ترجمہ کا فن تو بڑی چیز ہے اب تلخیص کا معیار بھی زوال پذیر ہے کیوں کہ نئے تعلیم یافتہ لوگوں کی اکثریت ہندی میڈیم سے پڑھ کر آتی ہے۔ یہ اپنے گھروں کے ماحول میں اردو بولنا بھی سیکھتے ہیں، اُردو پڑھنا اور لکھنا بھی۔ لیکن یہ اردو کی نجی تعلیم ہوتی ہے جس کا کوئی نصاب بھی نہیں ہوتا۔ یہ لوگ بھی جس میڈیم سے تعلیم حاصل کرتے ہیں اس میڈیم کے مقابلے میں اردو کو ثانوی درجہ دیتے ہیں۔ اس لیے ان کا املا تک درست نہیں ہوتا۔ وہ بول چال والی زبان لکھتے ہیں کیونکہ وہ زبان کو زبان کے طور پر نہیں جانتے، اس لیے تحریر کا معیار قدرتی طور پر گرتا ہی چلا جا رہا ہے۔ جب عام تحریر کا معیار گھٹ جائے تو پھر ترجمہ بطور فن نہ آگے بڑھ سکتا ہے، نہ کوئی ترقی کر سکتا ہے(۱۱)۔

آخر میں، اس کا مقصد جسے پیش کرنے کی غرض یہ ہے کہ مستقبل کے طلبا جب اردو صحافت اور ترجمہ کے فن کا تحقیقی جائزہ لیں تو ان گزارشات کو بھی پیش نظر رکھیں کیونکہ وہ اپنی تحقیقات کی راہ سے جو نتیجے نکالیں گے وہ ترجمے کے فن کو بطور فن آگے بڑھانے میں معاون بھی ہوں گے مدد بھی دیں گے(۱۲)۔

## حوالہ جات


۱۔ محمد علم اللہ، لسانی تساہل کی شکار اردو صحافت اور ترجمہ، مشمولہ: قندیل، ۱۵ر فروری ۲۰۲۱ء

۲. https//:m.dailyhunt.in/ news/ india/ urdu/ qindeel-epaper-qindel-/ newsi

۳۔ مسکین حجازی، پاکستان میں ابلاغیات ترقی اور مسائل، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء)، ص ۵۱

۴۔ ایضاً، ص ۵۲

۵۔ ایضاً، ص ۵۳۔۵۴

۶۔ محمد علم اللہ، لسانی تساہل کی شکار اردو صحافت اور ترجمہ، مشمولہ: قندیل

۷. https//:m.dailyhunt.in/ news/ india/ urdu/ qindeel-epaper-qindel-/ newsi

۸۔ مسکین حجازی، پاکستان میں ابلاغیات ترقی اور مسائل، ص ۵۶

۹۔ انور علی دہلوی، اردو صحافت، مشمولہ: اردو صحافت سیمینار میں پڑھے گئے مقالات کا مجموعہ، (دہلی: اردو اکادمی، ۲۰۰۰ء)، ص ۲۴۹

۱۰۔ مسکین حجازی، پاکستان میں ابلاغیات ترقی اور مسائل، ص ۵۹

۱۱۔ ایضاً، ص ۶۰

۱۲۔ احمد ابراہیم علوی، اردو صحافت کے مسائل، مشمولہ: تعمیر نیوز، ۲۱ر اپریل ۲۰۲۰ء

۱۳. https:www.taemeernews.com/ problems-of-urdu-journalism.html.

۱۴۔ ہمایوں اشرف، اردو صحافت مسائل اور امکانات، (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۲ء)، ص ۱۴۳۔۱۴۴

۱۵۔ انور علی دہلوی، اردو صحافت، مشمولہ: اردو صحافت سیمینار میں پڑھے گئے مقالات کا مجموعہ، ص ۲۴۹